۲۴

سورۃ فاتحہ میں ایک مطالبہ

(فرمودہ ۲۶/اگست ۱۹۲۷ء بمقام شملہ)

تشہد تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

میں نے خیال کیا تھا کہ یہ جگہ پہلی جگہ کی نسبت ہماری کوٹھی سے زیادہ قریب ہوگی لیکن یہ دور نکلی۔ اور دفتروں میں کام کرنے والوں کے لئے زیادہ دیر ہوگئی۔ اس لئے میں سورۃ فاتحہ کے اس حصہ کی طرف توجہ دلاتا ہوں جس میں اللہ تعالیٰ مسلمانوں سے ایک مطالبہ کرتا ہے۔ اگر وہ اس مطالبہ کو مدنظر رکھتے ہوئے عمل کریں تو دنیا میں ہر قسم کی ذلت سے بچ جائیں اور ہر طرح کی کامیابی حاصل کرلیں۔ وہ مطالبہ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ[1] میں ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ دنیا میں دوڑ جاری ہے۔ مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ ایسے راستہ پر اور ایسے طریق پر دوڑیں کہ جلد سے جلد اللہ کے قرب میں پہنچ جائیں۔

دنیا میں دو قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔ ایک وہ جو سیدھے راستہ پر چلتے اور ادھر ادھر نہیں بھٹکتے۔ وہ وقت پر پہنچ جاتے ہیں۔ دوسرے وہ ہوتے ہیں جو یا تو سیدھے راستہ پر نہیں چلتے یا ادھر ادھر وقت ضائع کر دیتے ہیں۔ ایسے لوگ منزل مقصود پر وقت پر نہیں پہنچ سکتے یا بالکل نہیں پہنچ سکتے۔ مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ سیدھے دوڑیں۔ ادھر ادھر نہ جائیں۔ تاکہ اس مقام پر پہنچ جائیں جس کے لئے ان کو پیدا کیا گیا ہے۔ سورۃ فاتحہ میں بتایا گیا ہے کہ دوڑ کس طرح دوڑنی چاہئے۔ اگر مسلمان یہ خیال رکھیں کہ قریب ترین راستہ پر چل کر منزل مقصود پر پہنچنا ہے تو ان سے کوئی قوم کسی کام میں آگے نہیں بڑھ سکتی۔ صوفیا میں ہم دیکھتے ہیں وہ کس طرح التزام رکھتے تھے۔ حضرت اسمٰعیل بریلوی سے بیان کیا گیا کہ ایک سکھ اس قدر تیرتا ہے کہ اس کا مقابلہ کوئی نہیں کر سکتا۔ اس

پر آپ نے تیرنے کی مشق شروع کردی۔ اور اس قدر مشق حاصل کرلی کہ سکھ کو مقابلہ کرکے ہرا دیا۔ یہ روح ہوتی ہے جس سے کوئی قوم آگے بڑھ جاتی ہے۔ پس مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ ہر شعبہ زندگی میں آگے بڑھنے کی کوشش کریں۔ مسلمان کو ست نہیں ہونا چاہئے۔ وہ کسی بھی ثانوی شغل میں حصہ لے اس کو اسی طرح پورا کرنا چاہئے جس طرح اول شغل کو پورا کرنا فرض سمجھتا ہے۔ جو لوگ چھوٹے چھوٹے کاموں کو اچھی طرح نہیں کرسکتے وہ بڑے بڑے کاموں کو کب انجام دے سکتے ہیں۔ مثال کے طور پر دفتروں کے کام ہیں تجارت کا کام ہے اور پیشے ہیں۔ ان کا تعلق اس زمانہ میں دین سے ایسا ہی ہے جیسا کہ آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں لڑائی کا تھا۔ لڑائی کوئی مذہبی فرض نہیں ہے۔ لیکن ضرورت کے وقت وہی بڑا فرض ہوگئی تھی۔ صحابہ نے لڑائی میں کمال حاصل کرلیا۔ ڈپلومیسی میں خوب ماہر تھے۔ سفارت کے کام میں کمال حاصل تھا ان کے پاس ایک شخص صلح کے لئے آیا۔ اس کے متعلق انہوں نے معلوم کرلیا کہ قربانی کو پسند کرتا ہے۔ سو انہوں نے قربانی کے جانور مہیا کرکے اس کے سامنے سے گزارے۔

غرض مومن کی چاروں طرف نظر ہونی چاہئے۔ خدا تعالیٰ کی نظر چاروں طرف جاتی ہے۔ اس لئے خدا کی صفات کو اپنے اندر لیکر بندے کی نظر بھی چاروں طرف جانی چاہئے۔ پس یہ گُر ہے جو اللہ تعالیٰ نے سورۃ فاتحہ میں سکھایا ہے جس کو ہماری جماعت کے لوگوں کو مد نظر رکھنا چاہئے۔

جو لوگ دین کے اولین فرائض میں پورا حصہ لیتے ہیں۔ اور انہیں کماحقہ ادا کرتے ہیں۔ وہ شغل ثانوی میں بھی پوری مستعدی سے کام کرتے ہیں۔ بعض ان کاموں کی طرف پوری توجہ نہیں دیتے یہ سمجھ کر کہ یہ دین کا حصہ نہیں ہیں۔ اگر یہ دین کا حصہ نہیں تو لغو کام ہیں۔ پھر ادھورے طور پر بھی کیوں کرتے ہیں۔ ان کو بالکل ترک کردیں۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ سب کام بھی دین کا حصہ ہیں۔ ان کو بھی پوری مستعدی سے انجام دینا چاہئے۔ اور ان تمام شرائط کے ساتھ انجام دینا چاہئے جن کے ساتھ کامیابی حاصل ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہماری جماعت کو سمجھ عطا فرمائے اور اعمال کی توفیق دے۔ آمین۔

(الفضل ۶/ ستمبر ۱۹۲۷ء)

لہ الفاتحۃ: ۶